بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

جواب سے پہلے تمہیداً یہ بات واضح رہے کہ اہلِ تشیع کے بارے میں شرعاً درجِ ذیل تفصیل ہے۔

(الف)۔۔۔جو شیعہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کے منکر ہوں مثلاً: (۱) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نعوذ باللہ معبود مانتے ہوں (۲) یا قرآن کریم میں تحریف کے قائل ہوں (۳) یا قرآنِ کریم میں مذکور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحبت کے منکر ہوں (۴) یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر لگائی گئی تہمت کو صحیح مانتے ہوں (۵) یا یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوئی ہے یا کوئی اور واضح کفریہ عقیدہ رکھتے ہوں تو ایسے شیعہ باجماعِ امت کافر ہیں۔

(ب)۔۔۔اور جو شیعہ ان مذکورہ بالا عقائد میں سے کسی عقیدہ کے قائل نہ ہوں۔ لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے ہوں یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو نعوذ باللہ بُرا بھلا کہتے ہوں تو وہ کافر نہیں، البتہ فاسق اور گمراہ ہیں اور اہلِ سنت والجماعت سے خارج ہیں۔ (ماخذہ التبویب ۷۲/۱۵۲)

تمہید کے بعد اصل سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کیلئے دینی جماعتیں مل کر کوئی اتحاد بنائیں اور اس میں کسی مصلحت کی بنا پر اہلِ تشیع (جن کو مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق علی الاطلاق کافر نہیں کہا جاسکتا) کو بھی شامل کر لیا جائے لیکن غلبہ اہلِ حق کا ہو، اور فیصلہ کا اختیار بھی انہی کے پاس ہو اور ان کی وجہ سے منشور میں کوئی غیر شرعی تبدیلی بھی نہ کی جائے بلکہ جماعت کا منشور ملک، دین اور قومی مسائل کے مفاد میں ہو تو ایسا اتحاد بنانا غیر شرعی نہیں، اور اس کو دینی اتحاد کہنا بھی درست ہے، اور ووٹ دینا بھی جائز ہے۔ لہٰذا سوال کے مطابق "متحدہ مجلسِ عمل" میں اہلِ تشیع کے شامل ہونے کی وجہ سے اس جماعت کو ووٹ دینے کو حرام قرار دینا درست نہیں، بلکہ کسی بھی جماعت کو ووٹ دینے کا فیصلہ اس کے منشور کو دیکھ کر کیا جائے گا۔ (مستفاد من التبویب ۱۵۳۳/۲، ۶۹۰۲/۹۱ وکذا ۱۲۱۷/۱۹)

نیز یہ بات بھی درست نہیں کہ حضراتِ اکابر رحمہم اللہ کا اہلِ تشیع کو اپنے اتحاد میں شامل کرنا محض پاکستان بنانے اور قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کیلئے تھا ملک میں عملاً نفاذِ اسلام کیلئے نہیں تھا، کیونکہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینا خود ملک میں نفاذِ اسلام کی ایک کوشش تھی، نیز اس کے علاوہ بھی پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد ہی سے ملک میں نفاذِ اسلام کی کوششوں میں حضرات اکابر رحمہم اللہ نے شیعہ علماء کو اپنے ساتھ رکھا، چنانچہ ۱۹۴۹ء میں قراردادِ مقاصد منظور کروانے میں، ۱۹۵۱ء میں اسلامی حکومت کے بنیادی اصول مرتب کرنے کیلئے ۳۱ علماء نے متفقہ طور پر بائیس (۲۲) نکات پیش کئے اس موقع پر، اور پھر ان نکات کی بنیاد پر ۱۹۷۳ء کا اسلامی آئین منوانے میں شیعہ علماء ہمارے اکابر کے ساتھ تھے، ۱۹۷۷ء میں ملک میں نظامِ مصطفیٰ کے نفاذ کیلئے "پاکستان قومی

اتحاد'' (نوستاروں کی تحریک) کے نام سے دینی جماعتوں کے اتحاد میں بھی شیعہ علماء موجود تھے، ۱۹۹۵ء میں ''ملی یکجہتی کونسل'' بنی اس میں بھی شیعہ علماء کو شامل کیا گیا، اور آجکل اتحادِ تنظیمات مدارس میں بھی شیعہ علماء ہمارے اکابر کے ساتھ مل کر کام کر رہے ہیں، لہٰذا بعض حضرات کا مذکورہ بالا اعتراض اور ملک میں عملاً نفاذِ اسلام کیلئے ''متحدہ مجلس عمل'' میں شیعہ علماء کی شمولیت کو حضراتِ اکابر رحمہم اللہ کے طرزِ عمل کے خلاف قرار دینا درست نہیں۔

(تاریخی حوالہ جات کیلئے ملاحظہ فرمایئے (۱) ماہنامہ ''العصر'' نفاذِ شریعت نمبر مئی-جون ۲۰۰۳ء (۲) ''علماء کا متفقہ فیصلہ اسلامی حکومت کے بنیادی اصول'' شائع کردہ ادارہ نشر و اشاعت جماعتِ اسلامی کراچی، (۳) ماہنامہ ''محدث'' مئی-۲۰۱۰ء)

لما في المبسوط للسرخسي (۱۰/۱۳۳-مكتبة التجارية-مكة المكرمة) كتاب السير/باب الخوارج

ولا بأس بأن يستعين أهل العدل بقوم من أهل البغي وأهل الذمة على الخوارج إذا كان حكم أهل العدل ظاهرا لأنهم يقاتلون لإعزاز الدين والاستعانة عليهم بقوم منهم أو من أهل الذمة كالاستعانة عليهم بالكلاب.

وفي حاشية ابن عابدين (۳/۴۶-مطبع سعيد) كتاب النكاح فصل في المحرمات

وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي أو أن جبريل غلط في الوحي أو كان ينكر صحبة الصديق أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة بخلاف ما إذا كان يفضل عليا أو يسب الصحابة فإنه مبتدع لا كافر كما أوضحته في كتابي ''تنبيه الولاة والحكام على أحكام شاتم خير الأنام أو أحد أصحابه الكرام عليه وعليهم الصلاة والسلام'' .... واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم
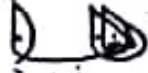
بندہ سید نعمان حسن

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۸/ذی قعدہ/۱۴۳۹ھ

۲۲/جولائی/۲۰۱۸ء

الجواب صحیح

بندہ محمد تقی عثمانی عفی عنہ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

بندہ محمود اشرف غفراللہ

۱۰/۱۱/۱۴۳۹ھ

26-07-2018

الجواب صحیح